حدیث قرطاس

بے خبر اور ناواقف لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے کبھی قرطاس کی روایت پیش کی جاتی ہے کہ حضرت اقدس ﷺ نے اپنی ظاہری حیوۃ طیبہ کے آخری خمیس کو اپنے حرم سرا میں اہل بیت کے مردوں سے کہا کہ لکھنے کے لئے کوئی چیز (دوایت، قلم، کاغذ) لاؤ میں تمہارے لئے کچھ وصیت لکھوں تاکہ میرے بعد تم صراط مستقیم پر ثابت قدم رہو۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے مسجد شریف میں جاکر دوات قلم طلب فرمائی تو امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہمیں قرآن کریم کافی ہے کیا آنحضرت ﷺ ہمیں داغ مفارقت تو نہیں دینا چاہتے؟ اس بات کو سمجھو!!

یہ روایت اہل سنت کی کتابوں میں ہو یا اہل تشیع کی کتابوں میں بہر صورت قرآن کریم کی آیت کریمہ (ولا تخطه بیمینك اذا لارتاب المبطلون) یعنی آپ اپنے ہاتھ مبارک سے کبھی اس کو نہ لکھنا تاکہ گمراہ کرنے والے لوگ شک پیدا نہ کرسکیں۔ (کہ حضور ﷺ خود لکھ سکتے تھے اور قرآن کریم بھی خود لکھا ہے خدا کی طرف سے نہیں) اب یہ نفی ہو یا نہی۔ بہر صورت آنحضرت ﷺ کا اپنے ہاتھ مبارک سے لکھنا ممنوع اور محال ہے اور روایت میں ہے کہ میں لکھوں۔ دوسرا بالفرض تسلیم اس روایت میں خلافت کا ذکر تک نہیں۔ حضرت علی کی خلافت اور وہ بھی بلا فصل اس سے کیسے ثابت ہوگئی۔

تیسرا: اہل بیت کے مردوں میں حضرت علی موجود تھے تو ان کو دوات قلم پیش کرنے کا حکم ہوا۔ جیسا کہ ''ایتونی'' کا صیغہ جمع مذکر اسی امر پر دلالت کرتا ہے۔ فرض کرو کہ حضرت عمر نے حسبنا کتاب اللہ یعنی ہمیں قرآن کریم کافی ہے۔ فرمایا ہو۔ تو سوال یہ ہے کہ حضرت علی نے حضرت عمر کے کہنے پر عمل کرنا تھا رسول اللہ ﷺ کے حکم پر؟ پھر حضرت علی نے کس کے کہنے پر عمل کرتے ہوئے دوات وقلم وکاغذ پیش نہ کیا۔

چوتھا: فرض کریں حضور خلافت ہی لکھتے (جس کا ذکر تک روایت میں نہیں) مگر جب حضور ﷺ پہلے فرمارہے ہیں کہ میرے بعد خلیفہ ابوبکر ہوگا۔ اس کے بعد عمر ہوگا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور یہ کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے دیکھو تفسیر صافی جلد ۲ صفحہ ۳۲۰۔ اسی طرح تفسیر قمی اس آیت کریمہ کے تحت قال نبانی العلم الخبیرo (پارہ ۲۸ سورہ تحریم) تفسیر امام حسن عسکری اور باقی تمام اہل تشیع کی معتبر ترین تفاسیر میں حضور اقدس ﷺ سے یہ روایت ثابت ہے تو کیا اللہ تعالیٰ کا رسول ﷺ۔ اللہ تعالیٰ کے حکم اور فرمان کے خلاف اور اپنے ارشاد کے خلاف کوئی دوسری خلافت لکھنے لگے تھے۔

ہم پہلے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واضح اور غیر مبہم خطبات آپ کو سنا چکے ہیں کہ حضرت علی سے جب رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد خلافت کی بیعت کرنے کے بارے میں کہا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میری خلافت کا زمانہ نہیں آیا۔ اس وقت میری خلافت کا سوال ایسا ہے جیسے کوئی قبل از وقت کچے میوے توڑے یا کسی دوسرے کی زمین میں کھیتی باڑی شروع کردے۔ اور یہ کہ میرے ذمہ یہ ہے کہ میں دوسروں کی اطاعت کروں اور یہ کہ بیعت کرنے پر میرے لئے دوسروں کی اطاعت کا عہد و پیمان مقدم ہے میرے لئے ممکن ہی نہیں کہ ابوبکر کی بیعت کی مخالفت کروں۔ پھر ان کا خود بھی بیعت کرنا۔ یہ تمام تر روایات خلافت علی رضی اللہ عنہ کی تحریک کے منافی بلکہ متناقض ہیں۔